❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت تفہیم القرآن
وقت 5-7 منٹ

اصحاب الفیل

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؏ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ؏ وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ؏ تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ؏ فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ؏
(الفیل:2-6)

کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے پرورد گار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ اس نے ان کی مخفی تدبیر کو بیکار کر دیا۔ اس نے ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے۔ وہ ان پر گارے میں لتھڑے ہوئے سنگریزے مارتے تھے پھر خدا نے ان کو کھائے ہوئے بھوسہ کی مانند کر دیا۔

ظالموں پر پھر ابابیلوں کے لشکر چھوڑ دے
جو اُکھاڑے جڑ شریروں کی کوئی آندھی چلا
کیا ضمانت ہے درندوں کو کہ وہ محفوظ ہیں
کیا کوئی فرعون پہلے قہر قدرت سے بچا؟

(امۃ الباری ناصر)

سامعین! مجھے آج تاریخ اسلام اور قرآن کی روشنی میں اصحابِ فیل کا ذکر آپ سامعین سے کرنا ہے۔ مَیں نے اِس کے لئے شیخ عبد القادر صاحب محقق لاہور مرحوم کے ایک طویل مضمون کو مختصر کیا ہے۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ نقل مکانی میں پرے باندھ کر (صفیں بنا کر) آنے والے پرندے، انسان کی تباہی میں بہت بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عامہ نے بچایا ہوا ہے۔ ورنہ خطرہ ہمارے سروں پر ہر آن منڈلا رہا ہے۔ فرمایا:

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ فَوۡقَہُمۡ صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقۡبِضۡنَ ۔ مَا یُمۡسِکُہُنَّ اِلَّا الرَّحۡمٰنُ ۔ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍۭ بَصِیۡرٌ ۔
اَمَّنۡ ہٰذَا الَّذِیۡ ہُوَ جُنۡدٌ لَّکُمۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ ۔ اِنِ الۡکٰفِرُوۡنَ اِلَّا فِیۡ غُرُوۡرٍ (الملک: 21-22)

کیا انہوں نے اپنے اوپر اڑنے والے پرندے نہیں دیکھے کہ وہ صفوں کی صورت میں اڑ رہے ہیں اور کبھی اپنے پَر سمیٹ لیتے ہیں۔ رحمان خدا ہی ان کو روکتا ہے۔ وہ ہر چیز سے اچھی طرح واقف ہے۔ کیا وہ لوگ جو تمہارا لشکر کہلاتے ہیں۔ رحمان خدا کے مقابلہ میں تمہاری مدد کر سکیں گے؟ کافر تو صرف دھوکے میں مبتلا ہیں۔

تاریخ عالَم سے اس کی مثال بھی دی گئی ہے کہ کس طرح ابرہہ اور اس کا لاؤ لشکر غول در غول آنے والے پرندوں کے باعث تباہ و برباد ہوا۔ جس کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ الفیل میں بیان فرمایا ہے جس کی تلاوت مع ترجمہ تقریر کے آغاز پر کر آیا ہوں۔

تاریخ شاہد ہے کہ ابرہہ کا لشکر چیچک کے وائرس سے تباہ ہوا تھا۔ مختلف اوقات میں غول کے غول آنے والے پرندے پَر سمیٹ کر نیچے آتے اور ان پر ایسے سنگریزوں کی بارش کرتے جن میں چیچک کے وبائی جراثیم تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لشکر میں چیچک، وبائی صورت اختیار کر گئی۔ اس طرح ابرہہ کا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا۔

ظاہر ہے کہ پرندوں کی نقل مکانی میں جہاں بے پناہ فوائد ہیں۔ وہاں یہ خطرہ بھی ہے کہ وہ ایک علاقہ کی بیماری دوسرے علاقہ میں پھیلانے کا باعث بن جاتے ہیں۔ پرندے خود بھی چیچک کے وائرس کا شکار ہو جاتے ہیں پھر وہ بعض بیماریوں کے لیے کیریئر کا کام بھی دیتے ہیں۔ طاعون کے ایام میں چیلیں مرے ہوئے چوہے خود کھاتی

اور اپنے بچوں کو کھلاتی ہیں۔ ان کی بیٹوں میں جراثیم موجود ہوتے ہیں۔ پھر طاعون زدہ چوہے ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پھینک دیتی ہیں۔ اس طرح وبا کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔ رانی کھیت کی بیماریاں چڑیاں پھیلاتی ہیں۔ کچھ پرندے بیماریاں پھیلاتے ہیں پھر جُھنڈ کے جُھنڈ پرندے (گِدھ) لاشوں کو کھانے والے آ جاتے ہیں۔ اس طرح لاشوں میں سے جراثیم پھیلتے ہیں۔ طَیرًا اَبَابِیۡلَ میں دونوں قسم کے پرندوں کی طرف اشارہ ہے۔ بیماریاں پھیلانے اور لاشیں نوچنے والے۔ ورلڈ انسائیکلوپیڈیا میں برڈز birds کے نیچے یہ فقرہ درج ہے۔

Birds also may carry disease کہ پرندے بھی بیماریاں پھیلانے کا باعث بن جاتے ہیں۔

سامعین! پرندوں کی عادات و اطوار کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انہیں آسانی سے مختلف قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک قسم پرندوں کی وہ نوع ہے جو نقل مکانی کے عادی ہوتے ہیں۔ پرندوں کے غول مقررہ وقفوں سے اور خاص موسموں کی رعایت سے دور دراز کے علاقوں میں سفر کرتے ہیں۔ اکثر و بیشتر یہ سفر بڑے طویل اور دشوار گزار ہوتے ہیں۔ نقل مکانی کے دوران پرندے عام طور پر بیس اور چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے تجاوز نہیں کرتے۔ لیکن بعض پرندے مثلاً مرغابی، شاہین، شکرہ اور عقاب ایسے پرندے ہیں جن کی رفتار نقل مکانی کے دوران 100 میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے۔ کوہی ابابیل کو سب سے زیادہ تیز رفتار پرندہ شمار کیا گیا ہے۔ اس کی رفتار 200 میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے۔

پرندوں کا کسی خاص موسم میں آنا اور پھر اچانک غائب ہو جانا انسانی ذہن کے لیے ہمیشہ سے تجسّس کا سبب بنا رہا ہے۔ بعض سائنس دانوں نے برس ہا برس تک پرندوں کی عادات و اطوار کا مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ شمالی نصف کرہ ارض میں جب سردی انتہائی شدید ہو جاتی ہے تو وہاں سے پرندے مجبورًا جنوب کی طرف اپنا سفر شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد وطن کی محبت انہیں واپس اسی علاقہ میں کھینچ لاتی ہے۔ کچھ دوسرے سائنس دانوں کا خیال ہے کہ بہار کے موسم میں جنوبی علاقوں کے لیے سفر رفتہ رفتہ ان کی مستقل عادت اور فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔

نقل مکانی کے بعض مظاہر بڑے عجیب و غریب ہیں۔ قطب شمالی کا ایک دریائی پرندہ، جس کا قد معمولی مرغابی سے چھوٹا اور چونچ بڑی ہوتی ہے۔ ہزاروں برس قطب نما کی مدد کے بغیر ایک قطب سے دوسرے قطب کی طرف ہجرت کرتا چلا آ رہا ہے۔ یہ پرندہ قطب شمالی کے قریب پیدا ہوتا ہے اور چھ ہفتے کی ننھی سی عمر میں 11 ہزار میل کی مسافت طے کر کے قطب شمالی سے قطب جنوبی پہنچ جاتا ہے۔ جہاں برف کے پہاڑ منجمد ہیں۔ وہاں موسمِ سرما گزارنے کے بعد واپس اُڑتا ہے اور قطب شمالی میں ٹھیک اسی جگہ پہنچ جاتا ہے جہاں اس کا گرمائی ٹھکانہ تھا۔

اصحابِ فیل کی تباہی میں آبی پرندوں نے جو کردار ادا کیا وہ بھی ان کی کسی مخفی جِبلّت سے تعلق رکھتا ہے۔ سِجِّیۡلٍ گیلی مٹی کو کہتے ہیں۔ کسی جراثیم آلودہ دلدل میں بیٹھنے کے بعد جب پرندے اٹھے تو ان کے پَر اس مٹی سے لتھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی چونچ اور پنجوں میں زہریلے سنگریزے اٹھا لیے اور ایک مقررہ جگہ پر آ کر انہوں نے اس سنگریزوں کی بارش کر دی۔ جُھنڈ کے جُھنڈ آتے اور اسی طرح کر کے چلے جاتے۔ اس طرح لشکر میں پہلے خارش اور پھر چیچک پھیل گئی۔

سامعین! بنی اسرائیل کے لیے صحرا میں جو بٹیر آئے تھے وہ بھی اسی نقل مکانی کا مظاہرہ تھا اور پھر ان کو رِجۡزًا مِنَ السَّمَآءِ یعنی آسمان سے اُترنے والی طاعون سے سزا دی گئی۔ اس کا باعث بھی نقل مکانی کرنے والے پرندے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جب انہوں نے (یہود نے) نافرمانی شروع کی اور فسق و فجور میں مبتلا ہوئے تو وہی ترنجبین اور بٹیر طاعون کا موجب ہو گئے۔ یہ کیسا باریک بھید خدا کی حکمتوں کا ہے.... یہ دونوں چیزیں طب کے قواعد کی رو سے بالخاصیت طاعون پیدا کرتی ہیں۔“

(ایام الصلح صفحہ 102)

سورۃ الفیل کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

” اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک سورۃ بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قدر اور مرتبہ ظاہر کیا ہے اور وہ سورۃ ہے اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ یہ سورۃ اس حالت کی ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مصائب اور دکھ اٹھا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس حالت میں آپ کو تسلی دیتا تھا کہ میں تیرا مؤیّد و ناصر ہوں اس میں ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحابِ فیل کے ساتھ کیا کیا یعنی اُن کا مکر الٹا کر اُن پر ہی مارا اور چھوٹے چھوٹے جانور ان کے مارنے کے لیے بھیج دیئے۔ ان جانوروں کے ہاتھوں میں کوئی بندوقیں نہ تھیں بلکہ مٹی تھی۔ سجیل بھیگی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں۔ اس سورہ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خانہ کعبہ قرار دیا ہے اور اصحابِ فیل کے واقعہ کو پیش کر کے آپ کو آپ کی کامیابی اور تائید اور نصرت کی پیش گوئی کی ہے۔ اس وقت

اصحابُ الفیل کی شکل میں اسلام پر حملہ کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی حالت میں بہت کمزوریاں ہیں...اصحابِ فیل زور میں ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ وہی نمونہ پھر دکھانا چاہتا ہے...مجھے بھی یہی الہام ہوا ہے جس سے صاف صاف پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید اپنا کام کر کے رہے گی۔"

(الحکم 17 جولائی 1901ء)

سامعین! ایک امکانی صورت قابل غور ہے۔ غول در غول آنے والے پرندوں نے جب دیکھا کہ وادی میں ہزاروں آدمی پھیل گئے ہیں۔ گھوڑوں، اونٹوں اور ہاتھیوں کو دیکھ کر انہوں نے خطرہ محسوس کیا۔ اللہ تعالیٰ کی اذن سے ان کی کوئی مخفی جبلت بیدار ہوئی اور انہوں نے سنگریزوں کی بارش کر دی گویا وہ اپنا دفاع کر رہے تھے۔ خطرے کے احساس کا پرندوں پر کیا ردعمل ہوتا ہے؟ منطق الطیر کے عالِم اس پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔

لشکروں کے ساتھ غول در غول پرندوں کا شکار کی تلاش میں جانا معمول ہے۔ یہ بھی امکان ہے کہ تیز آندھی کی وجہ سے پرندوں نے اٹھائے ہوئے سنگریزے پھینک دیے ہوں۔ تاریخ میں ہے کہ تیز آندھی کے ساتھ پرندے آئے تھے۔

مشکل الفاظ کے معنی

سامعین! اس وضاحت کے بعد اب سورۃ الفیل کے الفاظ قابل غور ہیں۔ الفاظ کے معنی بعض جگہ خود قرآن حکیم نے واضح کر دیے ہیں۔ قوم لوط کو جو عذاب دیا گیا اس کے لیے حِجَارَۃً مِّنۡ سِجِّیۡلٍ (ہود: 81) بھی آیا ہے اور حِجَارَۃً مِّنۡ طِیۡنٍ (الذاریات: 32) بھی وارد ہوا۔ طین پانی ملی مٹی کو کہتے ہیں اور سجیل کیچڑ یا گارے کو۔ حِجَارَۃً مِّنۡ سِجِّیۡلٍ گارے میں لتھڑے ہوئے سنگریزے۔

ابابیل کے معنی ہیں اَقَاطِیۡعُ تَتۡبَعُ بَعۡضُھَا بَعۡضًا کے ہیں۔ یعنی بڑے بڑے ٹکڑے جو ایک دوسرے کے بعد متواتر چلے آتے ہیں۔ پس اَرۡسَلَ عَلَیۡھِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف پرندے بھیجے۔ جماعت در جماعت، کچھ یہاں سے، کچھ وہاں سے۔ وہ بڑے بڑے ٹکڑوں میں باری باری آتے تھے اور گروہ در گروہ تھے۔ یہاں پرندوں کی کسی بہت بڑی نقل مکانی کی طرف اشارہ ہے جو کہ کئی دن جاری رہی۔ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ کے معنی قابل غور ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے۔ وَالۡحَبُّ ذُو الۡعَصۡفِ (الرحمٰن: 13) یعنی وہ دانے جو چھلکے کے اندر ہوں۔ اَلۡعَصۡفُ کھیتی کی سبزی کو بھی کہتے ہیں۔ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ کے معنی ہیں۔ جیسے کھایا ہوا بُھس ہو یا وہ کھیتی جس کے دانے کھا لیے گئے ہوں یا اسے کیڑا لگ گیا ہو۔ عَصۡف کے معنی اس کے چھلکے کے ہیں جو دانے کے اوپر ہوتا ہے۔ اس رعایت سے چیچک زدہ جلد کو کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ کہنا اعلیٰ درجہ کی تشبیہ ہے۔ جلد جسم کا چھلکا ہی تو ہے۔

ماکُوۡلٍ کا مادہ اَکَلَ ہے۔ اَکَلَتِ النَّارُ الۡحَطَبَ۔ آگ نے ایندھن کو کھا لیا۔ اَکَلَ فساد کو بھی کہتے ہیں۔ تَاَکَّلَ کھوکھلا ہوا۔ خراب ہوا۔ (دانت) اَکَلَنِیۡ رَاۡسِیۡ۔ میرے سر کی بیماری نے مجھے خراب کر دیا۔ اَکِلَۃٌ کھجلی، عضو کو کھانے والی بیماری یا زخم۔ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ میں چیچک سے کھائی ہوئی جلد کی طرف اشارہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پہلے لشکر میں کھجلی پھیلی، پھر چیچک نکلی فَجَعَلَھُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ کے معنی ہیں۔ دانا کھائے ہوئے سٹے کی طرح کر دیا۔ جس طرح اندر سے گندم کو کیڑا کھا جائے اور اوپر کا صرف چھلکا باقی رہ جائے اسی طرح ان کی کیفیت ہوئی۔

سامعین! مشکل الفاظ کے معنی کے بعد اب ہم تاریخی روایات کو لیتے ہیں۔ یہاں یہ مد نظر رہے کہ بعض شاعرانہ تشبیہات نے بعد میں امرِ واقعہ کا درجہ حاصل کر لیا۔ اصحابِ فیل کی تباہی ایک عظیم الشان واقعہ تھا۔ شعرائے عرب کے ہاں قصیدوں کا سیلاب اُمڈ آیا۔ ہر اچھوتا استعارہ استعمال ہوا۔ مثلاً جب لوگوں نے دیکھا کہ لاشیں سر تا پا چیچک کے دانوں سے لتھڑی ہوئی ہیں۔ تو شاعروں نے کہا کہ پرندوں نے ایسی کنکریاں ماریں کہ سارے بدن پر پھیل گئیں۔ بدن کو چیر کر نکل گئیں۔ سر پر پڑی تو مقعد سے نکل گئیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تشبیہات ہیں۔ امر واقعہ سے اس کا تعلق نہیں امر واقعہ کیا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس پر کوئی کنکری گرتی اُسے سخت کھجلی ہوتی اور کھجلاتے ہی جلد پھٹتی اور گوشت جھڑنا شروع ہو جاتا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں:

مَنۡ اَصَابَہُ الۡحَجَرُ جُدِّرَتۡہُ جس شخص پر پتھر پڑتا اسے چیچک نکل آتی تھی۔ پھر کہتے ہیں: وَھُوَ اَوَّلُ جُدُرِیٍّ ظَھَرَ بِاَرۡضِ الۡعَرَبِ یہ پہلا چیچک کا حملہ ہے جو عرب میں ظاہر ہوا۔

(روح المعانی)

اسی طرح طبری میں یعقوب بن عتبہ کے متعلق لکھا ہے وہ یہ روایت کرتے ہیں کہ

سب سے پہلا چیچک کا حملہ جو ملک عرب میں ہوا۔ وہ اسی سال ہوا جس سال ابرہہ آیا تھا اس سے پہلے عرب میں کبھی چیچک نہیں ہوئی تھی۔

(جامع البیان)

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ:

یہ چیچک کا مرض تھا اور بلادِ عرب میں سب سے پہلے اسی سال دیکھی گئی۔

یہ پرندے کئی دن تک زہریلے سنگریزے پھینکتے رہے۔ طَیرًا اَبَابِیل میں اشارہ ہے کہ پرے بندھ کر آتے رہے اور سنگریزوں کی بارش کر کے چلے جاتے رہے۔ یہ روایت یوں بن گئی کہ آناً فاناً سب کچھ ہو گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ پہلے لشکر میں کھجلی پھیلی۔ کئی دن کے بعد چیچک نمودار ہوئی۔ چیچک بھی ایسی خطرناک تھی کہ جسم کے لوتھڑے جھڑنا شروع ہو گئے۔ کیونکہ چیچک کے پنپنے کے لیے ایک وقفہ اور میعاد ہے۔ انفیکشن کے بعد فوراً نہیں ہو جاتی۔ ایک تفصیلی روایت ملاحظہ ہو:

مشہور محدث ابن ابی حاتم بروایت عبید بن عمیر نقل کرتے ہیں کہ جب ابرہہ کا لشکر مکہ کی جانب بڑھا تو تیز ہوا چلی اور سمندر کی جانب سے پرندوں کے غول اُڑتے ہوئے لشکر پر چھا گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فضا میں پرندوں کا زبردست لشکر پَرے کے پَرے باندھے ہوئے ہے۔ ان کے منہ اور ان کے دونوں پنجے سنگریزے لیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اول تو آواز کی اور پھر لشکر پر سنگریزے مارنے لگے۔ ساتھ ہی تیز و تند ہوا چلنے لگے جس نے اس سنگریزی کو لشکر کے لیے مصیبت عُظمٰی بنا دیا۔ چنانچہ جس شخص پر یہ سنگریزے گرے بدن پھوڑ کر باہر نکل آئے اور بدن گلنے اور سڑنے لگا اور اس طرح ان سنگریزوں نے سارے لشکر کو چھلنی کر دیا۔

(بحوالہ قصص القرآن از مولانا حفظ الرحمن جلد سوئم صفحہ 368)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مکہ کی گلیوں میں ابرہہ کے ہاتھیوں کے مہاوت بھیک مانگا کرتے تھے کیونکہ چیچک نے ان کو اندھا کر دیا تھا۔

پیارے بھائیو! آئیں! اب علماء کی رائے اِس حوالہ سے جان لیتے ہیں۔ ابن ہشام (متوفی 213 ہجری) اپنی تاریخ میں رقم طراز ہیں:

اللہ تعالی نے سمندر کی طرف سے ابابیل جیسے جانور بھیج دیے جن کے پاس تین تین سنگریزے تھے۔ ایک ایک تو ان کی چونچوں میں اور دو دو ان کے پنجوں میں، جن کی مقدار چنے یا مسور کے دانے کی سی تھی، جس کو وہ سنگریزہ لگتا تھا۔ ہلاک ہو جاتا تھا۔ اب لوگ خوف کے مارے بھاگنے لگے اور جس راستے سے آئے تھے اسی راستے دوڑنے لگے۔ حاصلِ کلام ابرہہ کا لشکر گرتا پڑتا ذلیل و خوار ہوتا ہوا ہلاک ہو گیا اور ابرہہ کے جسم پر ایک بیماری نمودار ہوئی جس سے اس کی پوریاں تک جھڑ گئیں اس کو اسی حال میں اٹھا کر صنعا تک لے گئے۔ آخر اس کا سینہ پھٹ گیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اسی سال عرب میں چیچک نمودار ہوئی۔

(تاریخ ابن ہشام اردو ترجمہ صفحہ 46-47)

ابو الاعلیٰ مودودی تفسیر سورۃ الفیل میں لکھتے ہیں۔

"اتنے میں پرندوں کے جُھنڈ کے جُھنڈ اپنی چونچوں اور پنجوں میں سنگریزے لیے ہوئے بحر احمر کی طرف سے آئے انہوں نے اس لشکر پر سنگریزوں کی بارش کر دی۔ جس پر یہ کنکر گرتے۔ اس کا جسم گلنا شروع ہو جاتا۔ محمد ابن اسحاق اور عکرمہ کی روایت ہے کہ یہ چیچک کا مرض تھا اور بلادِ عرب میں سب سے پہلے چیچک اسی سال دیکھی گئی۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ جس پر کوئی کنکر گرتی اسے سخت کھجلی لاحق ہو جاتی اور کھجلاتے ہی جلد پھٹتا اور گوشت جھڑنا شروع ہو جاتا۔ ابن عباس کی دوسری روایت یہ ہے کہ گوشت اور خون پانی کی طرح بہنے لگتا اور ہڈیاں نکل آتی تھیں۔ خود ابرہہ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔"

(ترجمان القرآن اگست 1972ء صفحہ 259-260)

مولانا سید سلیمان ندوی کہتے ہیں:

جمہور کے نزدیک ان آیات کی تفسیر تو وہی ہے جو عام روایات کے مطابق ہے... لیکن محال نہیں۔ ممکن ہے کہ ان کنکریوں میں وبائی جراثیم ہوں۔

(ارض القرآن حصہ اول صفحہ 323)

مصر کے عالم محمد حسین ہیکل اپنی کتاب حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھتے ہیں:

ابرہہ یہ چاہتا تھا کہ جلدی اپنا کام ختم کر کے واپس چلا جائے کہ اس کے لشکر میں اچانک چیچک پھوٹ پڑی۔ جس میں لشکر کا ایک ایک سپاہی مبتلا ہو گیا۔ انہوں نے کبھی یہ مرض دیکھا نہ تھا یہ وبا بحیرہ احمر سے آنے والی ہواؤں کے دوش پر آئی ہو، سب کا یہی خیال تھا۔ خود بھی چیچک میں گھر جانے سے ڈر گیا اور کعبہ پر حملہ کی بجائے فوجوں

کو واپس لوٹنے کا حکم دے دیا۔ فوجوں کے رہبر پہلے ہی بھاگ گئے تھے، فوجیں واپس لوٹیں تو بھی سپاہی سپاہی قدم قدم پر مرتے تھے۔ باقیوں پر لحہ لحہ مرض کی گرفت بڑھتی جاتی۔ صنعا پہنچنے سے پہلے ابرہہ کے لشکر کا کثیر حصہ لقمۂ اجل ہو گیا۔ خود اس کا جسم بھی آبلوں سے اس قدر چھلنی ہو گیا کہ ابرہہ جلد ہی اپنے سپاہیوں کے پہلو میں جا سویا۔

(حیاۃ محمد اردو ترجمہ صفحہ 234)

آتے نہیں نظر میں مری ہاتھی کے سوار
کانوں میں جو فسانۂ اصحاب فیل ہے

(میر تقی میر)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اولین سیرت نگار محمد ابن اسحاق نے عرب روایت یہ بتائی ہے کہ جن پرندوں نے سنگریزے اٹھائے ہوئے تھے وہ کالے رنگ کے تھے ان کی شکل بگلے نما آبی پرندے سے ملتی تھی۔ جن کی گردن اور ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں۔ پرندوں کی جبلّت ہوتی ہے کہ جب کوئی افتاد آئے تو وہ دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دلدلوں میں چیچک پھیلی ہوئی تھی۔ ان کے بچے چیچک سے مر گئے۔ اس خانہ بربادی پر وہ کسی مخفی جبلّت کی بنا پر گارے میں لتھڑے ہوئے سنگریزے اٹھا کر دوسری جگہ منتقل ہونے کے لیے اڑ رہے تھے۔ تیز آندھی نے ان کا رخ ابرہہ کے لشکر کی طرف موڑ دیا یہاں انہوں نے تیز آندھی، خوف یا کسی جبلّی تحریک پر زہریلے سنگریزے گرا دیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابرہہ کے لشکر میں چیچک پھیل گئی۔

مؤرخین یورپ سورۃ الفیل کے پس منظر کے حوالے سے کہتے ہیں کہ ابرہہ کے حملہ کی اصل غرض روم و فارس کی باہمی جنگ میں صحرائے حجاز کو عبور کر کے ہم مذہب رومیوں کی اعانت تھی۔ ہمیں یہ بتانا ہے کہ یہ ایک مخفی تدبیر تھی۔ جس میں پوپ، رومی حکومت اور حبشہ کی عیسائی حکومت شامل تھی۔ ابرہہ کے زمانے کا ایک کتبہ سدّ عرم کی بقیہ دیوار پر ملا ہے جس سے بعض اہم واقعات معلوم ہوئے ہیں:

657ء میں ابرہہ کے خلاف اہل یمن نے بغاوت کی جس میں وہ خود ولی عہد بھی شریک تھے۔ اِسی سن میں سدِّ عرم آخری بار منہدم ہوا۔ ابرہہ عیسائی تھا اور مآرب میں ایک بڑا گرجا اس نے تعمیر کیا تھا۔ وہ یمن کے علاوہ تہامہ کا بھی جہاں کعبہ واقعہ ہے اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا تھا۔ اسی سن میں نجاشی حبش، قیصر روم، منذر شاہ حیرہ اور حارث بن جبلہ شاہ غسّان کے سفیر اس کے دربار میں آئے۔

سامعین! بر سرِ اقتدار آنے کے بعد ابرہہ نے تمام ملک میں عامل مقرر کیے، عیسائیت کی ترویج کی۔ بڑے بڑے شہروں میں کنیسے تعمیر کیے۔ سب سے بڑا کنیسہ صنعا میں تعمیر ہوا۔ اس کنیسہ کی تعمیر اس وقت ہوئی جب ظفار (یمن) کے لیے پوپ نے سکندریہ Green Tius نامی بشپ کو بھیجا تھا۔

(Southern Arabia by Brain Dae)

ابرہہ، قیصر روم، اسقفِ اعظم، شاہِ حبش اور عرب کے عیسائی فرماں رواؤں نے مل کر ایک گہری سازش تیار کی کہ عرب کو عیسائیت میں جذب کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ گو عرب بت پرست ہیں لیکن مصیبت پڑنے پر معبودِ حقیقی، اللہ کے نام پر اور بیتُ اللہ کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اس مرکزیت کو اگر توڑ دیا جائے۔ ایک شاندار کنیسہ سے انہیں وابستہ کر دیا جائے تو نہ صرف عیسائیت کی ترویج ہو گی بلکہ شاہراہِ حجاز پر عیسائی قابض ہو جائیں گے۔ نہ چوری کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر۔ ایرانی مذاہم ہوں گے نہ بدوی قبائل متصادم، حبش سے یمن، یمن سے شام اور وہاں سے عراق تک تمام راہیں صلیب کے علمبرداروں کے لیے کشادہ ہو جائیں گی۔ اس پس منظر میں مکہ پر فوج کشی کے عوامل بالکل واضح ہیں۔ یہ تھی سازش جس کی طرف سورۃ الفیل میں اشارہ ہے اور سورۃ ایلاف میں وضاحت۔ سورہ ایلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ ابرہہ کی سازش کا مقصد یہ تھا کہ تجارتی شاہراؤں پر قابض ہو کر رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ (اس گھر کے رب کی عبادت) کو جو کہ اولُ بیتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ کا مصداق ہے ختم کر دیا جائے۔ گویا یہ کعبۃ اللہ اور صلیب کی اولین جنگ تھی۔ جس میں ایک طرف ابرہہ کا لشکر جرار تھا۔ دوسری طرف کمزور، ناتواں عرب قبیلے، ان کی مدد غیب طَيْرًا اَبَابِيْلَ سے ہوئی۔ اس جنگ میں اہل مکہ نہیں لڑے بلکہ خدا کے فرشتے لڑے۔

پروفیسر فلپ حتی نے ابرہہ کے حملہ کا پس منظر یوں بیان کیا ہے:

شواہد کہتے ہیں کہ حبشی عیسائی ملک بھر میں اپنا دین پھیلانا اور جاہلی مکّے کا جواب تیار کرنا چاہتے تھے۔ جو شمال کی سب سے بڑی زیارت گاہ تھی ...ابرہہ مکّے پر تادیبی مہم لے کر گیا... حبشی فوج چیچک سے ہلاک ہوئی، جسے قرآن مجید میں کنکریاں (سجیل) کہا گیا ہے۔ (تاریخ ملت عربی اردو ترجمہ صفحہ 98-99)

سامعین! پس یہ ثابت ہوا کہ یہ سب کچھ پرندوں کی نقل مکانی کے موسم میں ہوا۔ بہار کے موسم میں پرندوں کی وسیع پیمانہ پر نقل مکانی ہوتی ہے۔

دوم: سِجِّیْل گیلی مٹی کو کہتے ہیں۔ یہ پرندے کسی جراثیم آلودہ دلدل سے اٹھ کر آئے تھے۔ ان کنکریوں میں چیچک کے وبائی جراثیم تھے۔

سوم: خارق عادت امر یہ ہے کہ ان پرندوں نے لشکر ابرہہ پر زہر آلود سنگریزوں کی بارش کر دی۔ یہ سنگریزے، ان کے منہ، پنجوں اور پروں میں اٹکے ہوئے تھے۔ اس انفیکشن سے پہلے کھجلی ہوتی اس طرح جسم میں وائرس نفوذ کر جاتا۔ پھر طبعی وقفہ کے بعد چیچک نکل آتی۔ لشکر میں افراتفری پھیل گئی۔ سارا لشکر پسپا ہو گیا۔ نواح مکہ میں لاشوں کے پشتے لگ گئے، یمن کی طرف بھاگتے ہوئے سینکڑوں فوجی راستے میں ڈھیر ہو گئے۔ ابرہہ بھی یمن پہنچ کر چیچک سے گل سڑ کر ہلاک ہو گیا۔

سامعین! پرندوں کی نقل مکانی بہار کے موسم میں ہوتی ہے۔ جو فروری سے لے کر اپریل تک ہوتی ہے۔ روایت کے مطابق اس کے 40 یا 50 دن بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپریل کے آخری عشرہ میں پیدا ہوئے۔ عرب اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں۔ تاریخ ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ عام الفیل میں نہ صرف حجاز میں چیچک پھیلی۔ بلکہ یمن، حبش اور پھر اٹلی اور فرانس میں اس وبا نے سر نکالا۔ انسائیکلوپیڈیا میں سمال پاکس پر جو مقالہ ہے اس میں لکھا ہے کہ حبش میں بھی اسی سال چیچک پھیلی۔ انسائیکلوپیڈیا کے 1971ء کے ایڈیشن میں لکھا ہے۔

570 عیسوی میں جب فرانس اور اٹلی میں چیچک پھیلی تو پہلی دفعہ بشپ مارلیس نے اس کا نام "واری اولا" یعنی آبلہ فرنگ رکھا۔ پھر لکھا ہے کہ یورپ امریکہ میں پھیلنے والی خطرناک چیچک کی وبا افریقہ اور ایشیا کے مراکز سے پھوٹتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ 570 عیسوی میں حجاز، یمن، حبش اور یورپ کے بعض ممالک میں یہ وبا حملہ آور ہوئی۔ یہ اعجاز رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ پھر اسی سال شیطان کا سر توڑنے کے لیے آسمان روحانیت میں ایک شرارہ پھوٹا جو کہ نور محمدی بن کر چمکا۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء نے تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ کے دو معنی بیان کیے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

اس کے معنی عام محاورہ کے مطابق تو یہ ہیں کہ ان پر سجیل مارتے تھے۔ لیکن اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کو سجیل پر مارتے تھے (ان معنوں کی رو سے) اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ مردار خور پرندے وہاں جمع ہو گئے اور انہوں نے بوٹیاں نوچ نوچ کر اور پتھروں پر مار مار کر کھانی شروع کر دیں۔

(تفسیر الفیل صفحہ 194)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپریل 570ء میں پیدا ہوئے تھے یا اپریل 571ء میں۔ مستند روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل یعنی اصحاب الفیل کے واقعہ کے 40 یا 50 روز بعد پیدا ہوئے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ فرانس اٹلی میں 570 عیسوی میں چیچک وبائی صورت اختیار کر گئی۔

(انسائیکلوپیڈیا)

حبش کی تاریخ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسی سال وہاں بھی چیچک پھیلی۔ پرندوں کی نقل مکانی مارچ 570ء میں قرین قیاس ہے اس حساب سے اپریل 570ء میں آپؐ کی ولادت درست معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ چیچک وسیع پیمانے پر 570ء میں پھیلی نہ کہ 571ء میں۔

وادیِ بطحا میں جیسے برِ سرِ اصحاب فیل
معجزہ طیرا ابابیل آیا وقت انہزام

(ذوق)

(ماہنامہ الفرقان ربوہ جنوری 1977ء صفحہ 23-36)

(کمپوز ڈبائی: عطیۃ العلیم۔ ہالینڈ)